بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہاں دکھادے اے تصور......

ابو عمرو بن نجید چوتھی صدی ہجری کے مشہور بزرگوں میں سے ہیں، ایک مرتبہ سرحدات کی حفاظت کے لیے رقم ختم ہوگئی، امیر شہر نے اہل خیر حضرات کو ترغیب دی اور سر مجلس رو پڑے، ابو عمرو بن نجید نے دو لاکھ درہم کی خطیر رقم رات کے وقت آکر انھیں دیدی، امیر نے اگلے دن لوگوں کو جمع کیا، تعاون کرنے والے ابو عمرو کی تعریف کی اور کہا کہ انھوں نے مسلمانوں کی بروقت بڑی امداد کی، لوگوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی، جب ابو عمرو اسی مجلس میں کھڑے ہو کر فرمانے لگے "وہ رقم میری والدہ کی تھی، میں نے دیتے وقت ان سے پوچھا نہیں تھا، جب کہ وہ راضی نہیں ہیں، لہٰذا یہ رقم واپس کردی جائے" امیر نے واپس کردی، اگلی رات ابو عمرو دوبارہ وہ رقم لے کر حاضر ہوئے اور کہا کہ "یہ رقم لے لیں لیکن اس شرط پر کہ آپ کے علاوہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ یہ کس نے دی ہے" امیر کی آنکھیں اشکبار ہوئیں، کہا "ابو عمرو! تم اخلاص کی کس قدر بلندی پر ہو، (طبقات کبری للسبکی، ج:۳، ص:۲۲۳۔)

"عموریہ" روم کا سب سے مضبوط اور ناقابل تسخیر شہر تھا، مشہور عباسی خلیفہ "معتصم باللہ" نے اسے فتح کیا تھا، اس کے فتح کرنے کا بھی عجیب سبب ہوا، ابن اثیر نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "الکامل" میں لکھا ہے کہ "معتصم" اپنے دربار میں حسب معمول تخت پر بیٹھا تھا، اسے آکر کسی نے یہ خبر دی کہ "عموریہ میں ایک مسلمان ہاشمی عورت رومیوں کی قید میں ہے اور وہ چیخ چیخ کر اپنے مسلمان خلیفہ کو "وامعتصماہ!" "وامعتصماہ!" کہہ کر پکارتی رہتی ہے"۔

معتصم نے جیسے ہی یہ خبر سنی، "لبیک لبیک" کہتے ہوئے اٹھا، اسی وقت نفیر عام کا اعلان کیا، وصیت لکھی، لشکر جمع کیا، پوچھا "رومیوں کا سب سے مضبوط شہر کون سا ہے؟" کہا گیا "عموریہ، رومیوں کا ایک ناقابل تسخیر شہر ہے، مسلمان آج تک اس کی طرف نہیں بڑھے، رومیوں کے نزدیک عموریہ، قسطنطنیہ سے بھی زیادہ عزیز ہے"۔ معتصم لشکر لے کر خود عموریہ کی طرف بڑھا اور ۵۵ دن کے محاصرہ کے بعد اسے فتح کیا۔ (الکامل لابن اثیر، ج:۵، ص:۲۴۷)

عموریہ کے محاصرہ کے دوران ایک شخص دیوار پر کھڑا ہو کر......العیاذ باللہ...... نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا تھا، مسلمانوں کے لیے اس سے بڑھ کر تکلیف کی بات اور کیا ہو سکتی تھی، ہر مجاہد کی خواہش تھی کہ اس منحوس کے ہلاک کرنے کی سعادت اس کے حصے میں آئے لیکن وہ تیروں اور حملوں کی زد سے محفوظ ایسی جگہ کھڑا ہوتا جہاں سے اس کی آواز تو سنائی دیتی تھی لیکن اسے موت کے گھاٹ اتارنے کی تدبیر سمجھ میں نہ آتی تھی، یعقوب بن جعفر نامی ایک شخص لشکر اسلام میں ایک بہترین تیر انداز تھا، اس ملعون نے جب ایک بار دیوار پر چڑھ کر شان رسالت میں گستاخی کے لیے منہ کھولا، یعقوب گھات میں تھا، تیر پھینکا جو سیدھا جا کر اس کے سینے سے پار ہوا، وہ گر کر ہلاک ہوا تو فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی، یہ مسلمانوں کے لیے بڑی خوشی کا واقعہ تھا، معتصم نے اس تیر انداز مجاہد کو بلایا اور کہا "آپ اپنے اس تیر کا ثواب مجھے فروخت کر دیجئے" مجاہد نے کہا "ثواب بیچا نہیں جاتا، کہا "میں آپ کو ترغیب دیتا ہوں" اور ایک لاکھ درہم اسے دیئے، مجاہد نے انکار کیا، خلیفہ نے پانچ لاکھ درہم اسے دیئے، تب وہ جانباز مجاہد کہنے لگا:

"مجھے ساری دنیا دیدی جائے تو بھی اس کے عوض اس تیر کا ثواب فروخت نہیں کروں گا البتہ اس کا آدھا ثواب بغیر کسی عوض کے میں آپ کو ہبہ کر دیتا ہوں"۔ معتصم اس قدر خوش ہوا گویا اسے ایک جہاں مل گیا ہو، معتصم نے پھر پوچھا "آپ نے تیر اندازی کہاں سیکھی ہے؟ فرمایا: "بصرہ میں واقع اپنے گھر میں" معتصم نے کہا: "وہ گھر مجھے فروخت کر دیں" کہنے لگا "وہ رمی اور تیر اندازی سیکھنے والے مجاہدین کے لیے وقف ہے (اس لیے اسے فروخت نہیں کیا جاسکتا) معتصم نے اس جانباز مجاہد کو ایک لاکھ درہم انعام میں دیئے۔ (تعلیقات رسالۃ المسترشدین للشیخ عبدالفتاح ابی غدہ، ص:۲۳۹)

اخلاص وللّٰہیت کے پیکر اور دنیا کے ظلمت کدوں میں ایمانی زندگی کی شمع روشن کرنے والے سربکف مجاہدین کا یہ وہ قافلہ تھا جس نے انسانیت کے سامنے اسلامی تعلیمات کی ابدی صداقتوں کی راہ میں رکاوٹ بننے والے خاشاک غیر اللہ کو ہٹانے کے لیے اسلام کی بلند قدروں کی صحیح تصویر پیش کی، نتیجتاً امن و آشتی اور عدل وانصاف کا حامل دین اسلام، ابر رحمت بن کر پورے عالم پر چھا گیا اور اس کے برکات و ثمرات سے کائنات کا ذرہ ذرہ روشن و منور ہوا۔

آج مسلمانوں کے لٹے پٹے کاروان کو ابو عمرو بن نجید اور یعقوب بن جعفر جیسے جانباز مخلصین کی کس قدر حاجت ہے، ایک مسلمان خاتون کی پکار پر لبیک کہنے والے معتصم جیسے خلیفہ کی آج عالم اسلام کو کتنی ضرورت ہے، بوسنیا، فلسطین، برما، کشمیر، چیچنیا......اور جانے دنیا کے کتنے خطے ہیں اور روئے زمین کے نقشے پر عہد جدید کے کتنے عموریئے ہیں جہاں کی فضاؤں میں اسلامی تہذیب کے نشیمن کے ایک ایک تنکے پر بجلیاں گرائی جاتی ہیں، جہاں کے خلاؤں میں مسلمانوں کے خاکستر کو صرف اس لیے بکھیر اجاتا ہے کہ کہیں اس میں چنگاریاں پوشیدہ نہ ہوں، جہاں مسلمان ماؤں، بہنوں کی دردناک صدائیں بلند ہو رہی ہیں، جہاں کے سناٹوں میں ان کی المناک فریادیں گونج رہی ہیں، جہاں کی وسعتوں میں ان کی عصمتوں کی چادر تار تار ہو رہی ہے، جہاں جہاں جہاں...... لیکن آہ! آج کوئی معتصم نہیں جو نفیر عام کا اعلان کرے، جو ان کی اشک شوئی کرے، جو ان صداؤں پر "لبیک لبیک" کہتے ہوئے بے چین ہو جائے، جو بیتے دنوں کو لوٹا دے، گذری تاریخ کو دہرادے۔

ہاں دکھا دے اے تصور! پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

☆☆☆☆☆